مضمون نویسی

مضمون نویسی بھی ایک فن ہے جو مشق کرنے سے آتا ہے شروع میں بچے مضمون لکھنے سے گھبراتے ہیں اور دوسرے کے لکھے ہوئے مضامین رٹ کر لکھنے کی کوشش کرتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ کبھی بھی اچھے مضمون نگار نہیں بن پاتے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ اچھا مضمون لکھ سکتے بلکہ جہاں تک ممکن ہو موضوع پر سوچ سمجھ کر بے خوف لکھنا چاہیے۔ ابتدا میں دشواریاں آئیں گی لیکن لکھتے لکھتے مہارت ہوتی جائے گی

ہم مضمون کیسے لکھیں

(۱) ہم مضمون کیسے لکھیں

(۱) مضمون لکھنے سے پہلے عنوان پر اچھی طرح غور کرنا چاہیے پھر جو باتیں دماغ میں آئیں انہیں ایک الگ کاغذ پر تحریر کریں اور ان کی ترتیب کا خیال رکھیں۔

(۱۱) مضمون کے تین حصے ہوتے ہیں۔ تمہید - نفس مضمون اور خاتمہ

(۱) تمہید :- مضمون کے شروع کے حصے کو تمہید کہتے ہیں۔ جس میں عنوان کی تعریف اور مضمون کے لئے فضا تیار کی جاتی ہے۔

(۱۱) نفس مضمون :- تمہید کے بعد اصل موضوع پر پیش کیے گئے خیالات کو نفس مضمون یا مضمون کا مواد کہتے ہیں۔

(۱۱۱) خاتمہ اپنے خیالات کو پیش کرنے کے بعد ایک نتیجہ بھی نکالا جاتا ہے۔ یہی نتیجہ مضمون کا آخری حصہ یعنی خاتمہ کہلاتا ہے۔

مضمون کی قسمیں

مضمون تین طرح کے ہوتے ہیں۔

(۱) مضمون بیانیہ :- جس میں کسی چیز مکان یا جاندار کا بیان پایا جائے مضمون بیانیہ کہلاتا ہے۔ مثلاً گائے کے مضمون کے لئے اس کے جسم کی بناوٹ اس کا رنگ۔ خوراک اور دیگر تفصیلات بیان کرنی ہوں گی۔ چنانچہ ایسے مضامین کو بیانیہ مضامین کہتے ہیں۔

(۱۱) مضمون حکایتی :- اس میں تمام مضامین شامل ہیں جن میں کسی واقعہ یا کسی کی سوانح شامل ہو۔ سوانح عمریاں حکایتیں یا واقعات کا ذکر مضمون حکایتی کہلاتا ہے۔

(۱۱۱) مضمون ذہنی :- ایسے مضامین جن میں غور و فکر کی ضرورت ہو مثلاً ایمانداری یا تعلیم جیسے عنوانات پر جب مضمون لکھا جائے گا تو ان چیزوں پر غور و فکر کرکے اپنی طرف سے لکھنا ہوگا۔ ایسے مضامین کو مضمون ذہنی کہتے ہیں۔

Visthapi College Balidih - Bokaro
Urdu (Hons) Semester - 01
Paper — I

Urdu Grammar

"اسم"

اسم کسی شخص، جگہ یا چیز کے نام کو کہتے ہیں جیسے ـ شاد، بھاگلپور، ٹیبل میز

بناوٹ کے اعتبار سے اسم کی قسمیں

بناوٹ یا ساخت کے لحاظ سے اسم کی تین قسمیں ہیں ۔

(I) جامد (II) مصدر ۔ (III) مشتق ۔

اسم جامد ـ یہ وہ اسم ہے جو نہ کسی کلمہ سے نکلا ہو اور نہ اس سے کوئی کلمہ نکلا
مثال ـ درخت ـ پھول ـ باغ وغیرہ ۔

اسم مصدر ـ وہ اسم ہے جو خود کسی کلمہ سے نہ بنا ہو مگر دوسرے لفظ اس سے بن سکتے ہیں ۔ مثال پڑھنا ـ لکھنا ـ چلنا ـ دوڑنا وغیرہ

اسم مشتق ـ وہ اسم ہے جو کسی اور کلمہ سے بنا ہو یا مصدر سے نکلا ہو ۔
مثال: پڑھنے والا ۔ لکھنے والا ۔ دوڑنے والا وغیرہ ۔

اسم جامد کی دو قسمیں (I) معرفہ (II) نکرہ

معرفہ: یہ وہ اسم جامد ہے ۔ جو کسی خاص جگہ شخص یا چیز کو بتائے
مثال: عامر ۔ گنگا ۔ بوکارو وغیرہ ۔

نکرہ: یہ وہ اسم جامد ہے جس سے عام چیزیں مراد ہوں ۔
مثال: کتاب دریا ۔ پہاڑ وغیرہ ۔

اسم معرفہ کے اقسام

اسم معرفہ کی چھ قسمیں ہیں ۔

(I) علم (II) خطاب (III) لقب (IV) تخلص (V) کنیت (VI) عرف

(I) اسم علم :۔ کسی شخص ۔ جگہ یا کسی خاص چیز کے نام کو اسم علم کہتے ہیں
جیسے ۔ کلیم ۔ تاج محل ۔ کلکتہ وغیرہ ۔

(II) خطاب: کسی شخص کو شہنشاہ وقت یا حکومت یا کسی ادارہ لواب کی طرف سے جو اعزازی نام دیا جاتا ہے اسے خطاب کہتے ہیں جیسے سر خان بہادر

(III) تخلص = شاعر اپنے نام کے علاوہ جو مختصر نام رکھتا ہے ۔ اسے تخلص کہتے ہیں ۔ تخلص کا استعمال اکثر غزل کے آخری شعر جسے مقطع کہتے ہیں میں کیا جاتا ہے ۔ جیسے ۔ غالب ۔ ذوق ۔ شاد

(IV) کنیت = اس نام کو کہتے ہیں جو ماں یا باپ بیٹے یا بیٹی یا کسی اور تعلق سے مشہور ہو جائے کنیت کہلاتا ہے ۔ جیسے ابن مریم
اُم کلثوم ۔ ابن خالد وغیرہ

لقب = یہ اسم خاص کو کہتے ہیں جو کسی خاص خوبی یا برائی کی وجہ سے دیا گیا ہو۔
جیسے بلبل۔ شیر دل۔ شیر بنگال وغیرہ۔

عرف: اصل نام کے علاوہ محبت یا نفرت کی وجہ سے جو نام پڑ جاتا ہے اسے عرف کہتے ہیں۔ جیسے بنٹی۔ ببلو۔ کلو وغیرہ۔

- اسم نکرہ کی قسمیں -

اسم نکرہ کی چھ قسمیں۔ اسم ذات (۲) اسم مصغر (۳) اسم مکبر (۴) اسم آلہ (۵) اسم صوت (۶) اسم ظرف۔

(۱) **اسم ذات** (اسم عام) :- یہ وہ اسم ہے جو اپنی شناخت کے اعتبار سے معروف ہے یا یوں کہا جائے کہ جو فرد جگہ یا شہر کا نام ہے۔ جیسے خالد۔ بھٹنڈہ۔ بہاری وغیرہ

(۲) **اسم مصغر** :- یہ لفظ صغر سے بنا ہے اس کے معنی چھوٹائی کے ہیں وہ لفظ جو کسی بڑے لفظ کو چھوٹا کرکے دکھائے۔ اسم مصغر کہلاتا ہے۔ جیسے دیگ سے دیگچی بانس سے بانچہ ناول سے ناولٹ وغیرہ۔

(۳) **اسم مکبر** - یہ کبر سے بنا ہے جس کے معنی بڑا کے ہیں وہ لفظ جو کسی چیز کو بڑا کرکے دکھائے اسم مکبر کہلاتا ہے۔ جیسے راہ سے شاہراہ تھالی سے تھال چھری سے چھرا وغیرہ۔

(۴) **اسم آلہ** :- یہ وہ اسم ہے جو کسی آلہ یا اوزار یا ہتھیار کے نام کو ظاہر کرے جیسے۔ آری۔ کترنی۔ تھرمامیٹر وغیرہ۔

(۵) **اسم صوت** = صوت کے معنی ہیں آواز چنانچہ وہ لفظ کسی مخصوص جاندار کی آواز کو ظاہر کرے اسم صوت کہلاتا ہے۔ جیسے ٹن ٹن میاؤں میاؤں چھم چھم وغیرہ۔

(۶) **اسم ظرف** - وہ اسم یا نام ہے جو کسی جگہ یا وقت کو ظاہر کرے۔ اسم ظرف کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) **اسم ظرف مکان** (۲) **اسم ظرف زمان**۔

(۱) **اسم ظرف مکان** :- وہ اسم ہے جو کسی جگہ کا تصور پیش کرے جیسے گئوشالہ کتب خانہ۔ چراگاہ وغیرہ

اسم ظرف زمان۔ وہ اسم جو کسی وقت یا زمانے کو ظاہر کرے جیسے صبح۔ شام وغیرہ

- ضمیر -

ضمیر کی تعریف۔ وہ کلمہ ہے جو اسم خاص کے بدلے بولا جائے ضمیر یا اسم کہلاتا ہے۔
مثال حامد اسکول سے آیا۔ وہ ایک ذہین طالب علم ہے۔ اس کا گھر کے قریب ہے۔ حامد اسم خاص اوپر کے دونوں جملوں میں وہ وس کا حامد کی جگہ استعمال کیا گیا ہے۔ اگر تینوں جگہوں پر حامد کا نام لیا جاتا تو عبارت بھدی اور بری معلوم ہوتی۔ سننے والے کو ناگوار بھی لگتا ہے۔ اس لئے بار بار اسم خاص نام کا نہ استعمال کرکے اس کی

سرسید کی تحریروں سے حوالہ دیتے ہوئے شبلی نے لکھا ہے کہ اردو انشاپردازی کا اس طرح (سرسید نے اس رتبہ پر پہنچا دیا۔ جس کے آگے ایک قدم بھی بڑھنا ناممکن نہیں سعوری۔ خامی اور عیوب کا ذکر کرتے ہوئے مزید لکھا ہے کہ سرسید نے اخلاق معاشرت، پالیٹکس، مناظر قدرت وغیرہ سب لکھا ہے اور جو کچھ لکھا ہے لاجواب لکھا ہے۔ اس دعوے میں سرسید کے مضمون "امید کی خوشی" کا اقتباس پیش کرتے ہوئے شبلی نے ان تین آرٹیکل کا بھی ذکر کیا ہے جو سرسید نے پنجاب یونیورسٹی کے قیام کے وقت یعنی تعلیم کے متعلق لکھا تھا اور اس کی مخالفت کی تھی شبلی نے مقالہ کے آخر میں سرسید کی تحریروں میں جا بجا ظرافت اور شوخی کی بھی مثالیں دی ہیں اور بتایا ہے کہ ان کی انشاپردازی کا بڑا کمال اس موقع پر معلوم ہوتا ہے۔ جب کسی علمی مسئلہ پر بحث کرتے ہیں۔

اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ بعض اختلافات کے باوجود شبلی نے یہاں بڑی فراخدلی کے ساتھ اور نہایت سنجیدہ استدلالی انداز میں اردو لٹریچر کے متعلق سرسید کی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔

اسلوب کے لحاظ سے یہ بات یہاں قابل ذکر ہے کہ شبلی نے انگریزی کے ہلکے پھلکے الفاظ کا بھی جا بجا استعمال کیا اس مقالہ میں بھی لٹریچر پالیٹکس وغیرہ جیسے الفاظ آئے ہیں لیکن شبلی کا کمال یہ ہے کہ نہ تو وہ اپنے مقالات میں شخصیات کے صحیح مقام کو سامنے رکھ کر موضوع کے مطابق نہایت فراخدلی سے اس کے نام کی داد دینے میں بخل سے کام لیتے ہیں اور نہ ہی ان کے یہاں اسلوب کے لحاظ انگریزی الفاظ کا استعمال بھدا پن پیدا کر دیتا ہے!

س: "نیرنگ خیال" اور محمد حسین آزاد کا اسلوب نگارش کا تبصرہ کریں۔

ج) محمد حسین آزاد ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ عربی و فارسی زبانوں میں ماہر اور انگریزی زبان سے بھی اچھی طرح واقف تھے۔ اس سے انہوں نے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ قدیم ادبی روایات پر جہاں ان کی گہری نظر تھی وہیں وہ جدید ادبی رجحانات سے بھی آگاہ تھے۔ اردو شاعری کو جدید رجحانات سے روشناس کرانے کا سہرا انہیں کے سر ہے۔ چنانچہ انہیں قومی و اخلاقی اور مناظر فطرت سے متعلق موضوعات پر نظمیں لکھ کر اردو شاعری میں انقلاب برپا کیا آب حیات نیرنگ خیال۔ دربار اکبری۔ سخندان فارس وغیرہ جیسی کتابیں لکھ کر اردو نثر نگاری کا بہترین نمونہ پیش کیا یہ تمام کتابیں آزاد کی بے پناہ تخلیقی صلاحیتوں اور انشاپردازانہ کمالات کا مظہر ہیں۔

①

Vidhupati college Bettiah Behara
Urdu (Hons) Semester — 01
Paper — II

س - شبلی کے مقالہ "سرسید مرحوم اور اردو لٹریچر" سے اپنی واقفیت کا اظہار کیجیے۔

ج = مولانا شبلی کا مضمون "سرسید مرحوم اور اردو لٹریچر" مقالات شبلی جلد دوم سے ماخوذ ہے۔ سرسید احمد خاں کی خدمات کا جائزہ لیتے ہوئے علامہ شبلی نے یہاں دو باتوں کا صاف صاف اعتراف کیا ہے کہ ایک تو یہ کہ سرسید پر لکھنا در حقیقت مولانا حالی کا نام ہے۔ جو یہ انداز دیگر گویا حالی کی خدمات کا اعتراف ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ سرسید کے مذہبی مسائل سے انہیں سخت اختلاف تھا اور وہ ان کے بہت سے عقائد و خیالات کو بالکل غلط سمجھتے تھے لیکن اس کے باوجود علامہ نے یہاں جو کچھ لکھا ہے۔ وہ اس امر کا ثبوت ہے کہ سرسید اور شبلی کے متعلق شیخ محمد اکرام کے خیالات متوازن نہیں ہیں اور ایسی بات نہیں ہیں کہ انہوں نے بالعموم سرسید کے ساتھ انصاف نہیں کیا شبلی نے سرسید پر کم لکھا ہے مگر جو کچھ لکھا ہے وہ کم نہیں ہے۔ اردو لٹریچر کے تعلق سے اس مقالہ میں مولانا شبلی نے بہت سی اور بڑے کام کی معلوماتی باتیں تحریر کی ہیں اور اس کا ثبوت بھی دیا ہے۔ تقریباً بارہ صفحات میں پھیلے ہوئے اس مقالہ کو حوالہ جات کے طویل اقتباس نے کچھ لمبا ضرور کر دیا ہے۔ لیکن دراصل یہ وہ مجبوری اور ضرورت ہے۔ جس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سید صفی مرتضیٰ نے لکھا ہے کہ حوالات کے بغیر مقالہ وجود میں نہیں آسکتا شبلی نعمانی کے اس مقالے میں ضمناً مذہبی بانی وہمار مکتوبات غالب پر تبصرہ بھی ملتا ہے۔ جس نے موضوع کے لحاظ سے اس میں ادبی اور علمی تنقید کی نشاندہی پیدا کر دی ہے اور بہت سے معلوماتی باتیں بھی سامنے آئی ہیں۔ مثلاً یہ کہ سرسید ہی کی بدولت اردو اس قابل ہوئی کہ وہ عشق و عاشقی کے دائرہ سے نکل کر ملکی سیاسی اخلاقی۔ تاریخی ہر قسم کے مضامین اس زور اثر اور وسعت و جامعیت اور سادگی و صفائی کی ساتھ ادا کر سکتی ہے۔ شبلی نے سرسید کے معاصرین تذکرہ کرتے ہوئے اور وسعت و جامعیت اور صفائی کے ساتھ ادا کر سکتی ہے۔

شبلی نے سرسید کے معاصرین کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ کس طرح وہ شاعری کی بجائے نثر کی طرف مائل ہوئے اور پھر سرسید کی کتاب آثار الصنادید کے بارے میں بتایا گیا کہ اس میں اکثر جگہ بیدل اور ظہوری کا رنگ نظر آتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ مولانا محمد باقر کے اردو اخبار (مجریہ 1836) کا ذکر کرتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ سرسید جس نثر نگاری کے امام مانے جاتے ہیں اس کا سنگ بنیاد غالب نے ہی رکھا تھا۔ سرسید کے رسالہ تہذیب الاخلاق کا ذکر کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ سرسید کی شعوری کاوش تھی

نیرنگ خیال شگفتہ مضمون نگاری کا بہترین نمونہ ہے اس کتاب کے مضامین
میں انگریزی ادب سے استفادہ کیا ہے۔ لیکن پیش کرنے کا انداز اتنا فطری
دلکش ہے کہ یہ مضامین طبع زاد معلوم ہوتے ہیں۔ یہ مضامین انشائیہ
نگاری کی بہترین مثال ہیں۔ آزاد نے انشائیہ نگاری کے فن سے اردو کے
تخلیقی ادب کو آشنا کیا۔ آزاد کے ان انشائیوں میں موضوع اور اسلوب دونوں
کا کمال نظر آتا ہے۔ انھوں نے انسانی زندگی سے متعلق بعض مسائل بڑے لطیف
لطیف تمثیلی انداز میں پیش کئے ہیں۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی نیرنگ خیال کے
مضامین کا جائزہ لیتے ہوئے آزاد کی انشائیہ نگاری کے بارے میں لکھتے ہیں
اس میں شبہ نہیں کہ ان انشائیوں سے اردو ادب بالکل ایک نئے طرز سے
آشنا ہوا۔ اس نئے طرز کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی۔ ان انشائیوں میں جو
موضوعات پیش کئے گئے تھے ان کا تعلق زندگی کے بعض اہم بنیادی مسائل سے
تھا۔ آزاد نے اسکو تمثیلی انداز میں کچھ اس طرح پیش کیا کہ یہ انشائیے تخلیقی
ادب کا ایک اعلیٰ نمونہ بن گئے۔
دربار اکبری شہنشاہ اکبر کے عہد کی دلچسپ تاریخ ہے۔ آزاد نے
اس کتاب میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے تہذیبی میل جول کی تصویر کچھ اتنے
دلآویز انداز میں پیش کی ہے کہ پورا عہد ہماری نگاہوں کے سامنے مصور
ہو جاتا ہے۔ سخندان فارس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آزاد لسانیات اور
تاریخ زبان اردو پر کتنی گہری نظر رکھتے تھے۔ آزاد کی دیگر تصانیف بھی ان کی
علمیت اور فنکارانہ بصیرت کا پتہ دیتی ہیں۔
آزاد کی تحریریں انشاء پردازی کا بہترین نمونہ ہیں۔

ان کی نثر نادر جمالیاتی نظام میں مربوط شستہ و شگفتہ اور رواں دواں ہے
آزاد کے شاعرانہ فقرے تخیلی انداز اور ان کے تصویر آفرینی و پیکر تراشی
ان کے اسلوب بیان کے حسن آفرین وسائل ہیں۔ ان کی تحریریں خوب صورت
تشبیہات و استعارات سے آراستہ ہیں۔ لیکن کہیں تصنع اور آورد کا احساس
نہیں ہوتا۔ کلیم الدین احمد کے مخالف آزاد کی انشاء پردازی کی داد دیتے ہوئے
لکھتے ہیں۔ ان کی نثر اردو انشاء پردازی کا بہترین کارنامہ ہے۔ عبارت
کی بے ساختگی و برجستگی اور اس میں شاعرانہ تخیل استعاروں کی دلفریبی
کے ساتھ ایسی چیز ہے۔ جس پر سینکڑوں دیوان قربان کر دینے کے قابل ہیں
اس طرح آزاد نے اردو نثر کو اپنی تخلیقی صلاحیتوں سے ایک
نئے رنگ و آہنگ سے آشنا کیا۔